101405 ـ عورت کا خاندان کافر ہے اور خاوند نے بیوی کو حمل کی حالت میں چھوڑ دیا اور اس کے اخراجات بھی برداشت نہیں کرتا

سوال

میرا سوال ایک مشہور قضیہ کے بارہ میں ہے وہ یہ کہ: جب معاشرہ والوں کو علم ہو جائے کہ خاوند نے اپنی بیوی کو حمل کی حالت میں چھوڑ دیا ہے اور وہ بیوی کی مکمل طور پر مادی معاونت نہیں کرتا تو معاشرہ کے افراد کی ذمہ داری کیا ہو گی.
کیونکہ عورت کا سارا خاندان کافر ہے، خاوند اور بیوی جس معاشرہ کے افراد ہیں جب اس معاشرہ کے لوگوں کو ان حالات کا علم ہو جائے تو کیا انہیں اس کی دیکھ بھال کرنے سے یہ عذر پیش کرتے ہوئے انکار کرنا جائز ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم ایک کفریہ معاشرہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں ؟
میں نے ایسے ماحول کے بارہ میں بھی سنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان معاصی و گناہ کا مستقل ارتکاب کرتا ہے تو وہاں کے لوگ اسے اس معاشرے سے نکال دیتے ہیں، کیا یہ امت کی ذمہ داری نہیں کہ جب کوئی شخص گناہ کا مرتکب ٹھرے یا پھر اپنے بیوی بچوں ظلم کرے تو امت کے افراد اسے اس کی ذمہ داری پوری کرنے کا کہیں ؟
اس سلسلہ میں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کیا جائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

افسوس ہے کہ مسلمانوں میں کچھ ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جو اسلامی آداب و اخلاق کا خیال نہیں کرتے، اور اس پر بھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کفریہ ممالک میں بستے ہیں ہو ان کی یہ زیادتی بڑھ کر دین اسلام پر زیادتی کے مترادف ہو جاتی ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی ان فوت شدہ مسلمان تاجروں پر رحم فرمائے جنہوں نے اپنے اخلاق عالیہ سے کئی امتیں دین اسلام میں داخل کیں، یہ لوگ ایسے نمونے اور آئیڈیل بن گئے جن پر تاریخ اسلام میں فخر کر جاتا رہےگا.

آج کل کفریہ ممالک میں مسلمانوں کی تعداد کتنی زیادہ ہے، اگر ان میں سے ہر شخص دین اسلام کی تعلیمات اور آداب و اخلاق پر صحیح عمل کرتا، اور یہ مسلمان شخص کے لیے تقوی و پرہیزگاری میں نمونہ بن کر دکھاتا تو آپ زمین میں بہت بڑی اور عظیم تبدیلی دیکھتے.

کفریہ ممالك میں بسنے والے مسلمانوں میں سے اگر ہر ایك مسلمان شخص صرف ہر سال میں ایك شخص کو ہی دین اسلام میں داخل کرتا تو آپ زمین میں اس کا وہ اثر دیکھتے جو ادیان کی تاریخ میں اب تك سننے میں نہیں آیا.

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسا کہاں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ لوگ تو نظریاتی طور پر بھی دین اسلام کی تعلیمات سے جاہل ہیں، اور اگر ان میں سے کسی شخص کو دین اسلام کی تعلیمات کا علم بھی ہے تو وہ ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتا، مگر جس پر اللہ سبحانہ و تعالی کا رحم و فضل ہے وہ عمل پیرا ہے.

چاہیے تو یہ تھا کہ یہ مسلمان خاوند دین اسلام کے عالی اخلاق کا مالك ہوتا، اور اس کے نتیجہ میں اس کی بیوی اور بیوی کا سارا خاندان دین اسلام میں داخل ہو جاتا، لیکن اس کے بدلے میں یہ خاوند تو ایسے اخلاق کا مالك ہے کہ اس کے اخلاق اور سلوك کی بنا پر بہت سارے دین اسلام سے ہی نفرت کرنے لگے ہیں.

اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ تو طلاق دینے کی نیت سے شادی کرتے ہیں کہ جب اس کا جی بھر جائے اور تعلیم ختم ہو جائے تو وہ بیوی کو پھینك دیتا ہے.

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو شہریت کے حصول اور تعلیم کا ویزہ حاصل کرنے کے لیے شادی کرتے ہیں، جب ان کا یہ کام ہو جاتا ہے تو بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں.

اور ایسے افراد کا اپنی بیویوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اس کے بارہ میں آپ جو بات کریں اس میں کوئی حرج نہیں کاش یہ خاوند و نیك و صالح ہوتا، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر جو ذمہ داری عائد کی ہے وہ فرائض ادا کرتا، اور دین اسلام کے اخلاق عالیہ کو اختیار کرتا تو اس کے لیے دنیا و آخرت میں بہتر تھا.

دوم:

بیوی کے اپنے خاوند پر جو حقوق ہیں ان میں سب سے عظیم حق بیوی کا نان و نفقہ ہے اسی کی بنا پر مرد کو حاکم بنایا گیا ہے اور وہ نان و نفقہ کی بنا پر ہے اس کا مستحق ٹھرا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایك کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں النساء (34).

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" الرجال قوامون علی النساء " یعنی: مرد اپنی بیویوں کو ادب سکھانے اور اللہ نے عورتوں پر اللہ اور خاوندوں کے

ليےجو واجب كيا ہے اس كى ادائيگى ميں ان كا مؤاخذه كرنے كے اہل ہيں.

" بما فضل الله بعضہم على بعض "

يعنى: مردوں كو الله تعالى نے جو ان كى بيويوں پر فضيلت دى ہے كہ وه بيويوں كو ان كے مہر ديں، اور اپنے اموال سے ان كا نان و نفقہ ادا كريں، اور ان كى ضروريات پورى كريں، الله سبحانہ و تعالى نے اس وجہ سے مردوں كو عورتوں پر فضيلت دى ہے.

اور اسى ليے وه ان كے نگران اور حاكم ٹھرے ہيں، كہ الله سبحانہ و تعالى نے ان عورتوں كے جو امور مردوں كے ذمہ لگائے ہيں وه اس كو نافذ كرتے ہيں.

ديكھيں: تفسير طبرى (8 / 290).

معاويہ قشيرى رضى الله تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ ميں نے رسول كريم صلى الله عليہ وسلم سے عرض كيا:

اے الله تعالى كے رسول صلى الله عليہ وسلم ہم ميں سے كسى ايك كى بيوى كا اس پر كي حق ہے ؟

تو رسول كريم صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم خود كھاؤ تو بيوى كو بھى كھلاؤ، اور جب تم پہنو تو بيوى كو بھى پہناؤ، اور بيوى كے چہرے پر مت مارو اور نہ ہى اسى قبيح اور بدصورت كہو، اور گھر كے علاوه اس سے كہيں بھى بائيكاٹ مت كرو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1850) علامہ البانى رحمہ الله نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

ابن رشد قرطبى رحمہ الله كہتے ہيں:

" علماء اس پر متفق ہيں كہ بيوى كے خاوند پر حقوق ميں ميں بيوى كا نان و نفقہ اور لباس شامل ہے، كيونكہ الله سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور جس كا بچہ ہے اس پر ان (بچے كى ماں) كا خرچ اور لباس ہے اچھے طريقہ كے ساتھ .

اور اس ليے بھى كہ رسول كريم صلى الله عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" اور تم پر ان عورتوں كا نان و نفقہ اور لباس اچھے طريقہ سے ہے "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہند رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا تھا:

" تم اچھے طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچے کے لیے کافی ہو "

نان و نفقہ واجب ہونے پر سب متفق ہیں.

دیکھیں: بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد (2 / 44).

اور الموسوعۃ الفقہیۃ میں درج ہے:

" رجعی یا بائن طلاق والی حاملہ عورت کا وضع حمل تك اس کے خاوند کے ذمہ نان و نفقہ واجب ہے، کیونکہ اس پر فقہاء کرام کا اتفاق ہے؛ اس لیے کہ فرمان باری تعالی ہے:

اور اگر وہ (عورتیں) حمل والیاں ہوں تو وضع حمل تك ان پر خرچ کرو . انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقہیۃ (16 / 274).

حاملہ عورت کا نان و نفقہ اس کے خاوند کے ذمہ یقینی طور پر واجب ہے، چاہے بیوی کو طلاق بھی دے دی ہو! تو پھر اگر بیوی کو طلاق نہ دی ہو تو یہ نفقہ تو اور بھی یقینی واجب ہوگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو تم ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں . الطلاق (6)

حتی کہ اگر خاوند بیوی کے حقوق سے بری بھی ہو چکا ہو اور پھر بیوی کا حمل واضح ہو جائے تو پھر اس کا نان و نفقہ اس برات میں شامل نہیں ہوگا بلکہ اسے ادا کرنا ہوگا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ایك شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور حمل کا علم ہونے سے قبل اس کے سارے حقوق بھی ادا کر دیے لیکن جب بیوی کا حمل واضح ہوا تو بیوی نے حمل کا نان و نفقہ طلب کیا تو کیا بیوی کو ایسا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا سوال میں بیان کیا گیا ہے تو حمل حقوق سے بری الذمہ ہونے میں شامل نہیں ہوگا،

بلکہ بیوی کو حمل کی حالت میں نان و نفقہ طلب کرنے کا حق حاصل ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 361).

اس بنا پر بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے اپنا اور حمل کا خرچ حاصل کرے، اور خاوند کے اخراجات نہ دینے کی صورت میں جو کچھ وہ اپنے اوپر خرچ کر رہی ہے وہ خاوند کے ذمہ قرض ہوگا، اور جس کے ہاتھ میں اس شخص کا معاملہ ہے اسے چاہیے کہ بیوی نے جو کچھ خرچ کیا اور جو خرچ ہو گا خاوند کو مجبور کیا جائے کہ وہ بیوی کے سارے اخراجات کی ادائیگی کرے.

اور اس خاوند کا مال جس شخص کے ہاتھ آئے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خاوند کی اجازت اور اختیار کے بغیر بھی بیوی کے اخراجات لے لے؛ کیونکہ اس کے مال میں یہ بیوی کا حق ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مال سے خاوند کے علم کے بغیر اپنے اور بچوں کے اخراجات کے لیے رقم لے سکتی ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ھند بنت عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایك بخیل شخص ہے، اور مجھے اور میری اولاد کے لیے کافی خرچ نہیں دیتا، میں اس کی لاعلمی میں مال لے کر ہی اپنا خرچ پورا کرتی ہوں.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم اچھے طریقہ سے اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کے لیے کافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5049) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

سوم:

اس خاوند کے بارہ میں یہ علم نہیں ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں چھوڑا ہے، اور اس کا سبب کیا ہے، مشروع اور جائز تو یہ ہے کہ اگر بیوی کسی معصیت کی مرتکب ہو یا پھر کوئی واجب ترک کرے، یا پھر خاوند کی نافرمان ہو تو اسے وعظ و نصیحت کی جائیگی اور اگر یہ فائدہ مند نہ ہو تو پھر اسے چھوڑا جائیگا یعنی اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی تا کہ وہ معصیت و نافرمانی سے باز آ جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، یقینا اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے النساء (34).

اور کچھ علماء کرام کی رائے ہے کہ بیوی کو گھر سے نہیں نکالا جائیگا بلکہ گھر میں ہی رکھ کر اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی، اس کی دلیل معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث اوپر بیان ہو چکی ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھر سے نکل کر بیویوں سے علیحدگی اختیار کی تھی، اور یہ مختلف ہو سکتا ہے جیسا خاوند دیکھے کہ بیوی پر اس کا خود گھر سے جانا اثرانداز ہو سکتا ہے یا کہ گھر میں ہی رہتے ہوئے بستر میں علیحدگی اختیار کرنا.

اس مسئلہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اختلاف نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

" حق یہ ہے کہ یہ چیز حالات کے اختلاف سے مختلف ہو گی، بعض اوقات گھروں میں ہی بیوی سے علیحدہ رہنا گھر سے باہر جانے کی بجائے زیادہ اثرا انداز ہو سکتا ہے، اور بعض اوقات اس کے برعکس ہو سکتا ہے.

بلکہ غالب طور پر تو گھر سے باہر جانا اور بیوی کو گھر میں ہی چھوڑ دینا دلوں پر زیادہ اثرانداز ہوتا ہے، اور خاص کر عورتوں کے دل تو بہت کمزور ہوتے ہیں اس سے خاوند انہیں چھوڑ کر گھر سے جائے تو بہت زیادہ اثر پڑتا ہے.

دیکھیں: فتح الباری (9 / 301).

ان سب حالات میں جبکہ بیوی اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کیے ہوئے ہے تو اس کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ ہے یہ منقطع نہیں ہوگا، لیکن اگر بیوی نافرمانی کرتے ہوئے گھر سے نکل جائے تو پھر اس حالت میں وہ نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی.

لیکن اگر وہ حاملہ ہے تو پھر بچے کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ ہونگے، چاہے بیوی نافرمان ہی ہو؛ کیونکہ حاملہ عورت کا نان و نفقہ اس کے حمل کے لیے نہ کہ عورت کے لیے، مالکی حضرات کا قول اور شافعیہ کا بھی ایك قول یہی ہے، اور امام احمد سے ایك روایت ہے.

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (16 / 274).

دیکھیں ہم نے سب لوگوں کے لیے بیان کر دیا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے بیوی کے حقوق کی کفالت کی ہے، اور اس کے خاوند کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرے، اور اگر بیوی کسی واجب میں کوتاہی کرے، یا پھر معصیت و نافرمانی کرے تو پھر خاوند اسے چھوڑنے اور اس سے بائیکاٹ کرنے سے قبل وعظ و

نصیحت کریگا.

اور اگر وہ اس سے بائیکاٹ بھی کرتا ہے تو بیوی کا نان و نفقہ ادا کریگا اس کے لیے نان و نفقہ ختم کرنا حلال نہیں، لیکن اگر بیوی نافرمان ہو اور وہ خاوند کے گھر سے نکل جائے تو پھر نان و نفقہ نہیں ہوگا.

اور اگر بیوی حاملہ ہو اور وہ بیت زوجیت میں ہی ہو تو اس کا نان و نفقہ یقینی ہوگا، اور اگر وہ نافرمان ہونے کی وجہ سے خاوند کے گھر میں نہیں تو بھی حمل کا نان و نفقہ منقطع نہیں ہوگا.

جو شخص استطاعت اور قدرت رکھتا ہے وہ اس عورت کے خاوند سے بات چیت کرے اور اسے نصیحت کرے کہ وہ اس سلسلہ میں کوتاہی سے کام مت لے، اور خاوند سے مطالبہ کرے کہ یا تو بیوی کو اچھے طریقہ سے اپنے پاس رکھے، یا پھر اسے اچھے طریقہ سے چھوڑ دے، اس کے لیے بیوی کو معلق کر کے چھوڑنا جائز نہیں، کہ بیوی کو نہ تو شادی شدہ رہنے دے اور نہ ہی وہ مطلقہ ہو.

اس کے مال میں بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے، اور اگر اس سے جبرا مال لے کر بیوی کو نفقہ اور اخراجات کے مطابق دیا جائے تو جائز ہے، اور جب سے خاوند نے بیوی کو چھوڑ رکھا ہے اس وقت سے بیوی نے جو اخراجات کیے ہیں وہ سارے خاوند سے لیے جائیں، اور اس کے بعد اس کا نان و نفقہ مستقل طور پر لازم ہوگا.

کسی ایسے شخص کے لیے حلال نہیں جو امور کو حل کرنے اور سنبھالنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس بیوی کو ویسے ہی چھوڑ دے اور اس کا خیال نہ کرے، اور خاص کر جب یہ بیوی کفار خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس لیے یہ بات حتمی ثابت ہو جاتی ہے کہ اس کے ارد گرد رہنے والے مسلمانوں کا اس کا زیادہ خیال رکھنا ہوگا، تا کہ اس عورت کے دین کی حفاظت ہو، اور مظلوم کی مدد و نصرت ہو سکے.

معاشرے کے افراد کا کسی مظلوم شخص کی داد رسی کرنا، اور محتاج کی ضرورت پوری کرنا، اور لاچار و مضطر کی شکایت سننا، اس کا پورا بدلہ نہیں ہے، اگر وہ اس کا اہتمام کریں تو بہت اچھا ہے، لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر ملامت کے مستحق نہیں ہونگے؛ بلکہ یہ چیز تو انسان کے اسلام کی حقیقت ہے، اور دین اسلام میں ایک سلیم معاشرے کا رنگ ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" آپ مومنوں میں آپس میں رحمدلی اور محبت و مودت اور عاطفت میں ایک جسم کی طرح دیکھیں گے، جب جسم کا کوئی ایک حصہ تکلیف محسوس کرے تو سارا جسم ہی تکلیف اور بخار کا شکار ہو جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6011) صحیح مسلم حدیث نمبر (2586).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہيں:

" ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہي: ظاہر یہی ہوتا ہے كہ آپس میں محبت و مودت اور نرمی و عاطفت اگرچہ یہ سب آپس میں قریب المعنی ہیں، لیکن ان میں ایك لطیف باریك سا فرق ہے، تراحم سے مراد یہ ہے كہ اخوت ایمانی كی بنا پر وہ آپس میں ایك دوسرے كے ساتھ رحمدلی كرتے ہیں، كسی اور سبب كی بنا پر نہیں.

رہی آپس میں محبت و مودت تو اس سے مراد یہ ہے كہ ایسے كام كیے جائیں جو مبحت و مودت پیدا كریں یعنی تحفہ تحائف دیے جائیں، اور ایك دوسرے سے ملاقات كریں، اور ہدیہ وغیرہ دیں.

اور رہی عاطفت و نرمی تو اس سے مراد یہ ہے كہ ایك دوسرے كی معاونت كی جائے، جس طرح اس پر كپڑا معاونت كرتا ہے تا كہ اس میں قوت پیدا ہو " اھـ مختصرا.

قولہ: " كمثل الجسد " یعنی ایك جسم كی مانند جس طرح جسم كے سارے اعضاء مل كر ایك جسم بنتا ہے، اور اس میں تشبیہ اس طرح ہے كہ سارا جسم تھكاوٹ اور راحت میں موافق ہوتا ہے.

ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان كو جسم اور اہل ایمان كو جسم كے اعضاء كے ساتھ تشبیہ دی ہے، كیونكہ ایمان اصل ہے اور تكلیفات اس كی فروعات ہیں، اس لیے جب كوئی شخص فروعات میں خلل پیدا كرے تو اس سے اصل بھی متاثر ہوگا.

اسی طرح جسم اصل ہے جس طرح كہ ایك درخت ہوتا ہے اور جسم كے اعضاء درخت كی ٹہنیوں كی طرح ہیں، لہذا جب كوئی بھی عضو تكلیف محسوس كرے تو درخت كی طرح سارے اعضاء تكلیف محسوس كرتے ہیں، بالكل ایسے ہی جیسے كسی ایك ٹہنی كو ضرب لگائی جائے تو ساری ٹہنیاں حركت كرنے لگتی ہیں " انتہی

ماخوذ از: فتح الباری.

یقینا فقیر و مسكین اور ضرورتمند عیالداری كرنا اور اس كی ضرورت پوری كرنا مسلمان كے مال میں ایك اساسی حصہ شمار ہوتا ہے، اور جس معاشرے میں یہ ضرورتمند اور فقیر رہتا ہے اس پر فرض و واجب ہے كہ اس كی ضرورت پوری كرے.

اللہ سبحانہ و تعالی نے مومنوں كی مدح سرائی كرتے ہوئے ان كی صفات بیان كرتے ہوئے فرمایا ہے:

اور ان كے اموال میں سوال كرنے اور محروم اشخاص كے لیے ایك معلوم حق ہے .

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو "

اسے امام بخاری نے الادب المفرد (112) میں روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

لہذا اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ اس خاوند کی اصلاح فرمائے اور اسے اپنے گھر کی اصلاح کرنے کی توفیق دے، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس بہن کو جس آزمائش میں ڈالا ہے وہ اس پر صبر کرے، اور اگر وہ صبر و تحمل سے کام لیتی ہے تو اسے اجروثواب کے حصول پر خوش ہو جانا چاہیے، کہ وہ اپنی مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہوئے اجروثواب کی نیت کرے گی تو اللہ تعالی اسے اجروثواب عطا فرمائیگا.

اس بہن کو اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ اسے اس مشکل اور تنگی سے نکالے، اور اس کے لیے وہ کچھ اختیار فرمائے جو اس کے دین و دنیا کے لیے بہتر ہو.

واللہ اعلم .